احمدیت کی مخالفت میں عالم اسلام کی حالت اور دعا کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ رمئی ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

پاکستان میں جو جماعت احمدیہ پر اور احمدیت پر جو مظالم توڑے جارہے ہیں ان کا دائرہ صرف جماعت احمدیہ یا احمدیت ہی نہیں بلکہ درحقیقت پاکستان پر اور عالم اسلام پر اور اسلام پر مظالم توڑے جارہے ہیں اور ان کے اتنے خوفناک اور بداثرات ظاہر ہونے والے ہیں کہ جن کے تصور سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اگر اس کو خوف خدا ہو اور عالم اسلام سے یا اسلام سے محبت ہو۔ بہرحال تحریک میں بظاہر جو رخ اختیار کیا ہے اس میں جماعت احمدیہ ہی کو ہدف کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ جماعت احمدیہ ہی حقیقت میں آج اسلام کا دوسرا نام ہے، قطع نظر اس کے کہ آج احمدی ہی اللہ کے وہ عبادت گزار بندے ہیں جن کی خاطر بلکہ بعض ان میں سے ایسے بھی ہوں گے کہ ان میں سے ایک ایک کی خاطر قوموں کو مٹایا جاسکتا ہو خدا کی نظر میں۔ میں اس عالم اسلام کی بات بھی کررہا ہوں جسے مختلف ممالک، مختلف اوطان میں قانونی حقوق بھی حاصل ہیں، میں اس اسلام کی بات کررہا ہوں جو بہتّر (۷۲) فرقوں میں بٹا ہوا ہے اور جس کے مختلف عقائد ایک دوسرے سے متضاد ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو کر صرف احمدیت کی مخالفت میں زندہ

ہیں۔ اُس عالم اسلام کو بھی خطرہ ہے اور اُس اسلام کو بھی خطرہ ہے اور اُس عالم اسلام کا درد بھی ہمارے ہی جگر میں ہے اور اُس اسلام کا درد بھی ہمارے ہی جگر میں ہے کیونکہ ایک عرب شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

قومی هم قتلوا امیمة اخی
وان رمیتهم یصیبنی سَهُمی

کہ میری ہی قوم ہے جس نے میرے بھائی امیمہ کو قتل کیا اگر میں انہیں تیر ماردوں تو وہ تیر مجھے ہی پہنچے گا کیونکہ بھائی کا دکھ بھی سچے بھائی کو ہی ہوتا ہے۔ اس لئے حالات بہت ہی سنگین اور نہایت ہی خطرناک ہیں اور تاریکی اس سے زیادہ ہے جس کا آپ تصور باندھ رہے ہیں۔

فی الحال جو شکل یہ تحریک اختیار کر رہی ہے اس کا نقشہ تو ایک جہنم کا سا ہے جس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک مطالبے کے بعد دوسرا مطالبہ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ اب یہ تمہارے مطالبے منظور ہو گئے هَلِ امْتَلَأْتِ کیا جہنم تیرا پیٹ بھر گیا تو جواب یہ ملتا ہے هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (قٓ:۳۱) کہ ہمارا پیٹ تو بھرنے والا نہیں اور کیا مطالبات پورے ہونگے ان کے خلاف اور بعض علما تو بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ دیکھو ہم نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ فلاں فلاں مطالبات منظور ہو جائیں گے اور دیکھا ہم نہیں کہتے تھے کہ ہمیں کچھ علم ہے، کوئی وجہ ہے جو ہم یہ کہہ رہے ہیں اس لئے آئندہ جو مطالبات ہم کہتے ہیں پورے ہوں گے اور تم کر واس کے پیچھے بھی کوئی بات ہے، کوئی تعلق ہے تبھی تو ہم بات کر رہے ہیں بغیر تعلق کے کس طرح ہم بغیر کھونٹے سے ناچ سکتے ہیں۔ بہر حال یہ تو اللہ کی تقدیر پر منحصر ہے وہ جماعت جو اپنا سب کچھ اپنے رب کے حضور پیش کر بیٹھی ہو، اپنا کچھ بھی باقی نہ رکھا ہو وہ خوف کے مقام سے گزر چکی ہوتی ہے وہ ایک ہی جماعت ہے دنیا میں جس کو کوئی خوف نہیں کیونکہ جو سب کچھ دے بیٹھی ہو اپنی زندگیوں میں اور صرف منتظر ہو کہ کب خدا کیا چیز ہم سے مانگتا ہے، کس قربانی کا مطالبہ کرتا ہے؟ وہ تو امانتیں لئے بیٹھی ہے جماعت۔ اس کی تو زندگیاں بھی امانت ہیں، اس کے اثاثے امانت ہیں، اسکے بچے امانت ہیں، اس کے بوڑھے امانت ہیں، اس کی عورتیں امانت ہیں، کچھ بھی اس کا اپنا نہیں رہا تو اس کو کیسے ڈرا سکتے ہیں؟ مگر بہر حال اللہ جانتا ہے کہ کب تک اس نے یہ آزمائش کے دن چلانے ہیں؟ ایک امر بہر حال یقینی ہے کہ جماعت کی ہر مخالفت جس طرح پہلے

ذلیل اور نامراد کر کے مٹادی گئی تھی یہ مخالفت بھی اس سے بڑھ کر شدت کے ساتھ ذلیل اور نامراد کر کے مٹادی جائے گی۔ آپ زندہ رہیں گے اللہ کے فضل سے اور دیکھیں گے کہ ایک ایک شکوہ جماعت کا دور کیا جائے گا، ایک ایک دکھ کو خوشی میں تبدیل کیا جائے گا لیکن خطرہ یہ ہے کہ اس وقت جو حالات ہیں اس کے نتیجہ میں اگر سابقہ تقدیر خدا کی چلے تو قوم پر بڑے ہی عذاب کے دن آنے والے ہیں، بہت ہی دکھ کے دن مقدر معلوم ہوتے ہیں سابقہ اللہ کی تقدیر تو یہی ہے کہ جو مخالفت کی گئی جو بدارادے لے کر لوگ اٹھے وہ ان پر الٹائے گئے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿١٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٥﴾

(الفجر: ۱۴-۱۵)

صَبَّ عَلَيْهِمْ میں جو الٹانے کا نقشہ ہے وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے بارہا پورا ہوتے دیکھا ہے۔ ہر وہ کوشش جو جماعت کے خلاف کی گئی بعینہٖ برعکس نتیجہ لے کر مخالفین کے خلاف ظاہر ہوئی اس لئے اب جو کوششیں ہیں وہ بہت ہی زیادہ گندی اور ناپاک ہیں۔ حالت یہ ہے کہ وہ لوگ جو وطن بنانے والے تھے، جو صف اول کے شہری تھے ان کو اپنے ہی وطن میں بے وطن کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ حالت تبدیل نہ ہوئی تو ناممکن ہے کہ یہ سزا اس قوم کو نہ ملے جو مظلوموں اور معصوموں کو یہ سزا دے رہی ہے۔ یہ ہے جو سب سے خوف ناک اور ہولناک بات ہے جس سے انسان کا دل لرزنے لگتا ہے۔ ان کو تو ہمارے بے وطن ہونے کا کوئی غم نہیں لیکن ہمیں ان کے بے وطن ہونے کا بہت غم ہوگا۔ ہم ان سے سچا پیار کرنے والے ہیں۔ اپنے وطن سے سچا پیار کرنے والے ہیں۔ ہماری مثال تو اس ماں کی سی ہے جس کا ایک جھوٹی ماں سے جھگڑا ہوا بچے کی ملکیت کے متعلق اور وہ دونوں مائیں جھگڑتی ہوئیں حضرت سلیمانؑ کے حضور حاضر ہوئیں۔ ایک یہ کہتی تھی دعوے دار ماں بننے کی کہ یہ بچہ میرا ہے اور دوسری کہتی تھی کہ یہ بچہ میرا ہے اور دونوں ہی بڑا واویلا کرتی تھیں اور بظاہر روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہم اس بچے کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ اس وقت حضرت سلیمانؑ نے جو حکمت کے ایک خاص مقام پر فائز کئے گئے تھے یہ فیصلہ فرمایا کہ بہت اچھا چونکہ فیصلہ کرنا مشکل ہے اس لئے اس بچے کو نصف سے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور آدھا ایک ماں کے سپرد کر دیا جائے اور آدھا دوسری ماں کے سپرد کر دیا جائے تب جو حقیقی ماں تھی وہ زار زار رونے لگی اور اس نے کہا کہ میرے آقا میں جھوٹ بولتی تھی بچہ میرا

نہیں ہے بچہ اس کا ہے اس کو دے دیں اِس کے دوٹکڑے نہ کریں ،تو آج تو ہمارا یہ حال ہے کہ جھوٹی ماؤں کے مقابل پر اپنے بچے فدا کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ پسند نہیں کریں گے کہ ہمارا وطن ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے خواہ ہمیں اس وطن سے بے وطن ہی کر دیا گیا ہو اس لئے حالات بہت خطرناک ہیں اور ابھی بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ملک ایک ایسے دور میں داخل ہو گیا ہے جو دنیا کی نظر میں تمسخر سے بھی آگے معاملہ بڑھ چکا ہے۔ جب بتائی جاتی ہیں باتیں لوگوں کو یا اخبار دکھائے جاتے ہیں پاکستان کے جن میں بڑے فخر سے بعض اعلانات چھپ رہے ہیں تو لوگ مانتے نہیں، وہ کہتے ہیں دیکھو اس طرح نہ کرو جھوٹ کی بھی تو حد ہونی چاہئے ، یہ بھی ہو سکتا ہے آج کے زمانے میں! چنانچہ ایک جگہ ایک معاملے میں ایک شخص نے اپنے حالات پیش کئے تو اس کا آفسر تھا جس کے سامنے حالات پیش ہو رہے تھے اس نے کہا کہ دیکھو دیکھو بس کرو اس سے زیادہ تو یقیناً جھوٹ ہے اگر تم نے جھوٹ شامل کر دیا تو تمہارا کیس خراب ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ یہ تو ابھی سارا ہی نہیں یہ تو معمولی چند باتیں ہیں، اس نے کہا کہ میں تو مان ہی نہیں سکتا کہ یہ ممکن ہے یہ ہو سکتا ہے کسی زمانے میں، یہ صدی کونسی ہے، تم باتیں کس زمانے کی کر رہے ہو۔ چنانچہ خدمت اسلام بھی نئے نئے ادوار میں داخل ہوئی ہے۔ ابھی چند دن پہلے کراچی میں تین بڈھوں کو جو پچھتر سال سے زائد عمر کے تھے جن کو میں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں، وہ بچارے تو ایک چڑیا کا دل بھی کھانے کے قابل نہیں، نہایت دعا گو اور سادہ مزاج لوگ، ان کو ملک کے خلاف باغیانہ کوششوں اور نہایت ہی خوفناک اشتعال انگیزیوں کے جرم میں قید کر دیا گیا اور وجہ؟ وجہ یہ کہ بس میں سفر کر رہے تھے اور ساتھ ہی ان کے ایک ایک آدمی بیٹھا۔ اس نے جب وہ اترے تو دیکھا کہ کس گھر میں جا رہے ہیں اور باتوں میں اسکو پتہ چل چکا تھا کہ یہ احمدی ہیں چنانچہ جا کر پولیس کو رپورٹ کی کہ فلاں گھر میں تین چھاپہ مار گھسے ہیں نہایت ہی خوفناک قسم کے اور وہ احمدی ہیں اگر ان کو نہ پکڑا تو ملک تباہ ہو جائے گا۔ چنانچہ فوراً تھانیدار نے کوئی (تاخیر کے بغیر کاروائی کی)، اس معاملے میں تو اتنی ہمدردی ہے ملک سے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہر دوسرے معاملے میں ہمدردی کا فقدان ہے لیکن احمدیت کو ظلم کے معاملے میں بڑی گہری ہمدردی پیدا ہو چکی ہے ملک سے اور اسلام سے یعنی اس فرضی ملک اور فرضی اسلام سے جس کی وہ اس وقت پوجا کر رہے ہیں۔ تو یہ حالات ہیں اور کوئی کسی کو حیا نہیں کوئی شرم نہیں کہ ان لوگوں کو

جن کے چہروں سے معصومیت ٹپکتی ہے انہوں نے کیا ظلم ڈھانے تھے اور کون سی قیامت برپا کر دینی تھی اس ملک میں ، یہ بھی خدمت اسلام کے سنہری کارنامے نئے لکھے جارہے ہیں اور خدمت اسلام کے سنہری کارنامے یہ بھی لکھے جارہے ہیں، ایک نئے دور کا آغاز ہورہا ہے کہ سندھ میں ایک احمدی کو اس جرم میں قید کیا گیا ہے کہ وہ ہندوؤں میں تبلیغ کر رہا تھا۔ عقل کی کوئی حد ہونی چاہئے ، یعنی بے عقلی کی کوئی حد ہونی چاہئے یہاں تو اس قسم کا معاملہ الٹ چکا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حسد اور غیض نے قبضہ کر لیا ہے دماغوں پر کچھ باقی نہیں رہا، ایک آگ لگی ہوئی ہے حسد کی کہ جب تک جماعت کا کوئی شخص زندہ ہے ہمیں چین نہیں نصیب ہوگا یعنی خدمت اسلام کا یہ اندازہ کیجئے کہ ہندو کو مسلمان بنانے کی کوششیں کر رہے ہو اور تم اپنا مسلمان بنانے کی کوشش کر رہے ہو اس لئے اتنا بڑا جرم تو ہم نہیں ہونے دیں گے، ہم تو اقلیتوں کے حقوق کے ذمہ دار ہیں یعنی عیسائیوں کے حقوق کے ذمہ دار ہیں، سکھوں کے حقوق کے ذمہ دار ہیں اور ہندوؤں کے حقوق کے ذمہ دار ہیں اور ان کو بھی تمہاری زد سے بچائیں گے۔ جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں The cat is out of the bag یہ بات تو نکل آئی دل سے کہ تم اقلیت نہیں ہو بہر حال اگر اقلیت ہوتے تو جس طرح ہر اقلیت کی حفاظت کر رہے ہیں حقوق کی تمہاری بھی کرتے لیکن تم تو ایک غالب آنے والی اکثریت ہو اس سے بچ کوئی نہیں سکتا جتنا ہم تمہیں دبانے کی کوششیں کرتے ہیں تم اتنا اور زیادہ تیزی کے ساتھ اکثریت میں تبدیل ہوتے چلے جارہے ہو اس لئے نہ صرف تم سے اپنے آپ کو بچائیں گے بلکہ دوسری اقلیتوں کو بھی بچائیں گے کیونکہ ان کو بھی تمہاری ذات سے خطرہ ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ سچائی کے پھیلنے کا جو خطرہ ہے وہ تو ہر ایک کو لاحق ہے ہم سے۔ چنانچہ عیسائیوں نے عیسائی بڑے بڑے پادریوں نے وہاں بیان دیئے کہ اللہ تعالیٰ مبارک کرے یہ عظیم الشان دور کہ جس میں ہمیں احمدیوں سے بچا لیا گیا ہے، ہمیں تو مصیبت پڑی ہوئی تھی ، یہ چھوڑتے نہیں تھے ہمیں اور ایسی ایسی دلیلیں دیتے تھے کہ ہمارے خداوند کو مار رہے تھے۔ اے مبارک قوم! تم نے تو حد کر دی آج تو ہم پر اتنا بڑا احسان کر دیا کہ احمدیوں کی مصیبت سے ہمیں نجات بخشی ۔ یہ مبارک باد کے خطوط چھپے ہیں اخباروں میں بیانات شائع ہوئے ہیں۔ یہ حالت ہو چکی ہے قوم کی تو اندازہ کریں کہ آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کب تک انتظار کرے گی؟

ان حالات کو دیکھ کر امر واقعہ یہ ہے کہ دعا کرتے وقت بڑی مشکل میں پڑتی ہے جماعت،

اس کثرت سے مجھے خط آتے ہیں اور وہ رو رو کے عرض کرتے ہیں لوگ کہ ہم کیا کریں آپ نے حکم دے رکھا ہے باندھ دیا ہے ہمیں کہ دعا کریں لیکن اتنے دردناک حالات ہیں کہ دعا نکلتی نہیں اور ہمیں یوں لگتا ہے جیسے ہم جرم کر رہے ہیں اور امر واقعہ یہ ہے جب ان باتوں کو دیکھتے ہیں تو اس کا جو دوسرا پہلو ہے وہ اتنا خطرناک ہے کہ اسکو مدنظر رکھ کر دعا نکلتی نہیں ہے دل سے۔ چنانچہ آپ تصور کیجئے کہ پاکستان کا نام کبھی دنیا میں اتنا بدنام نہیں ہوا تھا جتنا آج اس دور میں بدنام ہوا ہے۔ ہر دوسرے ملک کی بدنامی کو اس نے پیچھے چھوڑ دیا ہے اور کہتے یہ ہیں کہ احمدی بدنام کر رہے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ احمدی تو بدنامی کا دکھ برداشت کرنے کے لئے زندہ ہیں۔ بدنام تو وہ کر رہے ہیں جو بڑے فخر سے سرخیاں جما رہے ہیں اخباروں میں، ہر روز کالے ہوئے ہیں اخباروں کے منہ بڑے فخر کے ساتھ کہ اس طرح ہم نے نعشیں اٹھا کر باہر پھینکیں، اس طرح ہم نے بڈھوں کو مارا۔ جب وہ چاقو مار رہے تھے ایک بڈھے کو جو پچھتر سال سے بڑی عمر کا تھا جس کو نظر نہیں آتا تھا آنکھوں سے تو اس طرح نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ چار پانچ آدمیوں نے باری باری ثواب کی خاطر ان کے جسم میں چاقو اتارے اور پھر بلّم سے وار کیا اور ہر آدمی نعرہ تکبیر بلند کرتا تھا کہ اس بڈھے بچارے اندھے کو جس کو نظر بھی نہیں آتا اس کو مار کر ہم نے اتنی عظیم الشان اسلام کی خدمت کر لی اور یہ واقعات فخر سے اخباروں میں شائع ہو رہے ہیں، اب تو کیفیت یہ ہے۔

ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

تمہاری دوستی کافی ہے قوموں کو تباہ کرنے کے لئے، تمہاری ہمدردیاں کافی ہیں اپنوں کو ہلاک کرنے کے لئے اس لئے جماعت احمدیہ کو کیا ضرورت ہے کہ تمہیں بدنام کرے، بڑے بدنام کرنے والے مقرر ہیں جو ہر روز بدنام کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان کا پیٹ نہیں بھر رہا ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہو رہا۔ تو جس کو پاکستان سے محبت ہے احمدیوں میں سے وہ ویسے تکلیف اٹھائے گا کیونکہ وہ پاکستانی ہے لیکن جو پاکستانی نہیں ہے وہ بھی تکلیف اٹھا رہا ہے کیونکہ احمدیت اس اسلام کا نام ہے جس کی تعریف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ فرمائی تھی کہ ایک بدن کی طرح ہے اس کے کسی دور کے حصے کو بھی ایک چھنگلی کو بھی اگر کانٹا چبھ جائے تو سارا بدن بے قرار ہو جاتا ہے یہ تو نہیں کہا جاتا کہ یہ چھنگلی فلاں میز پر پڑی ہوئی ہے یا فلاں کے گھر میں داخل ہو گئی تھی اس لئے مجھے اس کا کوئی غم

نہیں۔ عالم اسلام میں پھیلی ہوئی ساری جماعت ایک وجود ہے اس لئے پاکستان کا دکھ ہو یا کسی اور کا، جماعت احمدیہ کو ہر جگہ محسوس ہوگا اس لئے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جو پاکستانی نہیں ہیں وہ آرام سے بیٹھے ہیں وہ بھی اس تکلیف میں شامل ہیں۔

اور دوسرا حصہ ہے اسلام کی بدنامی کا، یہ سارے مظالم کرتے اپنے نام پہ کرتے۔ بڑے بڑے ڈکٹیٹر دنیا میں آئے بڑے بڑے ظالم دنیا میں پیدا ہوئے ہیں انہوں نے بڑی جرأت اور اخلاقی ہمت کا، حوصلے کا مظاہرہ کیا ہے اس معاملہ میں، صرف انہوں نے کہا کہ ہاں ہم یہ کرتے ہیں اپنے نام پر کرتے ہیں اس مذہب کو بدنام کرنا جو دنیا کا سب سے بڑا محسن، سب سے بڑا حوصلے والا مذہب ہے اور اس کا دکھ سب سے زیادہ جماعت احمدیہ کو ہے۔ جب اسلام بدنام ہوتا ہے تو کئی قسم کی مصیبتیں جماعت احمدیہ کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں۔ ایک سو سال گزر گئے ہیں ہمیں یہ جدو جہد کرتے ہوئے، دنیا کو یہ سمجھاتے ہوئے کہ اسلام ظالم مذہب نہیں، اس کا تلوار سے کوئی تعلق نہیں، تلوار ہمیشہ غیروں نے اٹھائی ہے اس لئے غیروں سے پوچھو کیوں انہوں نے جبر کے ساتھ اسلام کو دبانے کی کوشش کی تھی؟ اسلام نے تلوار اٹھانے میں پہل نہیں کی۔ بیسیوں سال کی محنتیں اچانک یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک دم غائب ہوگئیں، ان کا وجود باقی نہیں رہا، ایک ظالم ہاتھ اس کو مٹا کے رکھ دیتا ہے جب کوئی اٹھتا ہے اسلام کے نام پر جبر کی تعلیم لے کر اور جبر کی تعلیم دے کر اور اس کے عملی نمونے دکھا کر۔ تو یہی احمدی جو مظلوم ہیں جو جبر کا نشانہ بنائے جارہے ہیں ان پر سب سے بڑا ظلم اس وقت ہوتا ہے جب یہ غیر کو تبلیغ کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم اپنا حال تو دیکھو تم کہاں کھڑے ہو؟ کس اسلام کی طرف ہمیں بلا رہے ہو؟ یہ اسلام کہ جس نے یہ حال کر رکھا ہے کہ تمہارے سارے حقوق کو پامال کر دیا؟ ہم ان سے کہتے ہیں کہ نہیں یہ اسلام نہیں ہے جس کی طرف ہم تم کو بلا رہے ہیں ہم تم کو اپنے آقا اور مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے اسلام کی طرف بلا رہے ہیں جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ تھا جس نے ایسے دکھ برداشت کئے کہ کبھی کائنات میں کسی جان نے اتنے دکھ اپنی جان پر نہیں لئے تھے۔ ہم اس پاک وجود کے اسلام کی طرف تمہیں کو بلاتے ہیں لیکن جب ہم یہ کہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں تم ماضی میں بسنے والے لوگ ہو اس حال کا اس دور کا اسلام تو مختلف ہے۔ پس ہمیں ہر طرف سے وار پڑتے ہیں، ہر طرف سے دکھ محسوس ہوتا ہے لیکن ہم کہتے چلے جاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بالآخر

ہماری آواز کو اللہ مزید طاقت بخشے گا یہ آواز غالب آئے گی اور وہ اسلام زندہ ہو گا جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کا اسلام ہے، وہ اسلام زندہ ہوگا جب وہ مکہ میں داخل ہو رہا تھا تو ان لوگوں میں داخل ہو رہا تھا جنہوں نے جرائم کی حد کر دی تھی ، ایسے خوفناک جرائم ایسے ہولناک دکھ مردوں اور عورتوں بچوں کو دیئے گئے کہ آج بھی جب تاریخ میں ان کو پڑھتے ہیں تو لرزہ طاری ہو جاتا ہے بدن پر۔ 140 درجہ کی دھوپ میں سنگلاخ زمینوں پر لٹا کر اوپر تپتے ہوئے پتھر رکھے گئے، کتوں کی طرح رسیاں باندھی کر ٹانگوں کے ساتھ ان کو پتھریلی زمینوں پر گھسیٹا گیا، عورتوں کو خود پہنا کر گرمی کی شدت میں کھڑا کر دیا گیا اور کہا یہ گیا کہ **لا الـه الا الله** نہیں پڑھنا۔ آج یہی مطالبہ جماعت احمدیہ سے ہو رہا ہے آج یہ کہا جارہا ہے کہ اپنے ہاتھ سے **لا الـه الا الله** مٹا دو کیونکہ ہمیں غصہ آتا ہے دیکھ کر کلمہ **لا الـه الا الله** لکھا ہوا۔ اس دور کی باتیں ہیں آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اس دور میں ہو سکتا ہے لیکن ہو رہا ہے۔ بہر حال یہ جرائم تھے جو مکہ میں کئے گئے، بچوں کو ماؤں سے جدا کیا گیا، ماؤں کو بچوں سے جدا کیا گیا، نمازیں تکلیف دیتی تھیں اتنی کہ بعض جگہ گھروں میں گھس کر روکا گیا زبردستی نمازوں سے اور آج یہی کراچی میں ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے تو ہم یہ کہتے تھے کہ مسجدوں میں نہیں پڑھنے دیں گے اب تم اپنے گھروں میں اپنی لائبریریوں میں نمازیں پڑھتے ہو؟ تمہارا کیا حق ہے نمازیں پڑھنے کا۔ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانہ میں ہوا ہو آج جسے دوہرایا نہ گیا ہو لیکن اُن مظالم کی بستی میں جب حضرت محمد مصطفی ﷺ واپس تشریف لے کر گئے تو ہم لوگوں کو یہ بتاتے ہیں کہ ہم تو اس اسلام کے علمبردار ہیں۔ جب آپؐ واپس تشریف لے کے گئے دنیا کے فاتحین کی طرح آپ کا سر فخر سے بلند نہیں تھا بلکہ روتے روتے ہمارے مقدس آقا کی گردن جھک گئی اور سواری کی پیٹھ سے لگ گئی کہ گردن سے لگ گئی بے حد گریہ آزاری کر رہے تھے اور خدا کے حضور جھک رہے تھے۔ اس شان کا فاتح تھا، یہ تھا وہ اسلام کا وہ علمبردار جس کی طرف ہم تم کو بلاتے ہیں۔ اس شہر میں داخل ہوا جہاں وہ لوگ بستے تھے جنہوں نے آپؐ کے چچا کو شہید کروایا اور پھر سینہ پھاڑ کے جگر چبالیا، وہ جب اس بستی میں داخل ہو رہے تھے تو یہ اعلان فرما رہے تھے **لا تثریب علیکم الیوم** کوئی غم نہیں، کوئی تمہیں فکر نہیں، میری طرف سے تمہیں کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ وہ بلالؓ جسے گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا اس کا جھنڈا بلند کیا گیا اور کہا کہ آج جو بلالؓ کے جھنڈے تلے آجائے گا اس کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔

(السیرہ الحلبیہ جلد سوم نصف آخر زیر فتح مکہ) ہم نے تو یہ اسلام سیکھا ہے، یہی ہماری گھٹی میں ہے، یہی ہماری فطرت ثانیہ بن چکا ہے، اس کے سوا ہمیں کسی اسلام کا کوئی علم نہیں اس لئے یہ اسلام کچھ اور ہے ہم ہرگز اس کی طرف نہیں بلاتے لیکن حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے اسلام کی طرف ہم نہ بلانا چھوڑ سکتے ہیں نہ کبھی چھوڑیں گے اور یہی وہ اسلام ہے جو زندہ رہنے کا حق رکھتا ہے۔ **اسلام کی ہر دوسری چھاپ مٹا دی جائے گی مگر میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے اسلام کی چھاپ زندہ رہنے کے لئے قائم کی گئی ہے مٹنے کے لئے قائم نہیں کی گئی تھی۔**

بہر حال جب یہ مظالم دیکھتے ہیں کہ اسلام پر بھی ظلم ہو رہا ہے اور خود مسلمان کہلانے والے انتہائی ظالمانہ طریق پر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں تو امر واقعہ یہ ہے کہ میرے منہ سے بھی آئمۃ الکفر کے لئے یہ دعا نہیں نکلتی پس آج میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں کیسے جماعت کو روکے رکھوں جب میں خود اس لائق اپنے آپ کو نہیں پاتا، بہت زور مارتا ہوں اللہ کے حضور استغفار کرتا ہوں، روتا ہوں کہ اے خدا! مجھے توفیق دے کہ ان کے ائمۃ الکفر کے لئے بھی دعا کر سکوں لیکن دعا دل سے نہیں نکلتی اس لئے میں جماعت کو بھی اس معاملے میں آزاد کرتا ہوں۔ میرا کوئی حق نہیں ہے جس سخت اور کٹھن منزل تک میں نہیں پہنچ سکتا میں کیسے جماعت کو پابند کر سکتا ہوں؟ اس لئے وہ سارے جو روتے ہوئے اور گریہ وزاری کے ساتھ خطوط لکھ رہے ہیں کہ ہم نہیں کر سکتے ہمیں معاف کریں، خدا سے معافی مانگیں میں تو اپنے لئے اللہ سے معافی مانگتا ہوں کہ اے خدا! مجھے بھی توفیق نہیں مل رہی۔ پس ائمۃ الکفر کے اوپر آپ اب دعا کرنے کے پابند نہیں ہیں انہوں نے حد کر دی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ اگر دعا کرو گے بھی تو بعض ظالم ایسے ہیں ان کے حق میں دعا نہیں قبول ہو گی۔ لیکن ائمۃ الکفر چند ہیں سارا ملک تو ائمۃ الکفر میں شامل نہیں وہ تو خود مظلوم ہیں، انتہائی ظلموں کی چکی میں پیسا جا رہا ہے ہمارا وطن اور اسلام اس وقت انتہائی ظلموں کی چکی میں پیسا جا رہا ہے اس لئے ان کے لئے دعا نہیں چھوڑنی، ان کے لئے تو میرے دل سے اس طرح بے ساختہ دعائیں نکلتی ہیں جس طرح پہاڑی چشمے ابلتے ہیں اپنے زور کے ساتھ۔ نادانی میں بعض ظلم کرنے والے ہیں، عامۃ الناس نہایت شریف لوگ ہیں آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ہر بڑے ابتلا میں ہر بڑی مصیبت کے وقت یہ پاکستان کے شرفا تھے جنہوں نے مخالفتوں کے باوجود

احمدی بھائیوں کی مددیں کی۔ بڑے بڑے خطرات مول لئے ہیں، اپنے گھروں میں بلا لیا ہے جلتے ہوئے گھروں سے نکالا ہے ان کو، تو کس طرح قوم کے خلاف آپ بددعا کر سکتے ہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی طرف منسوب ہونے والی قوم اگر شرارت اور فساد میں بالا رادہ نہ ہو تو اس کی بھاری اکثریت گر کے بھی، بظاہر مٹنے کے باوجود بھی بہت ہی عظیم قوم ہے، بہت ہی عظیم ملت ہے۔ اس کے اندر گہری صفات ہیں، صفات حسنہ جو دب تو گئیں ہیں لیکن ختم نہیں ہوئیں اس لئے پاکستان کے عوام کو ہرگز دعاؤں میں نہیں بھولنا، عالم اسلام کے عوام کو ہرگز دعاؤں میں نہیں بھولنا، عرب کے عوام کو دعاؤں میں نہیں بھولنا، ہندوستان کے مسلمان عوام کو دعاؤں میں نہیں بھولنا۔ کتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے ان کے اوپر، وہ ظلم بھی ہمارے سینوں پر ہو رہا ہے، کوئی آواز نہیں اٹھتی۔ اتنی بڑی بڑی طاقتیں ہیں مسلمان ممالک کی، عالم اسلام کی محبت کے قصے سوائے احمدیت کی دشمنی کے کچھ بھی نہیں رہے۔ دس کروڑ کی آبادی ہے ہندوستان میں جس کے اوپر ایسے مظالم ہو رہے ہیں جیسے حیثیت ہی کوئی نہیں۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہو رہے ہیں، زندہ مکانوں میں جلائے جا رہے ہیں اور کوئی ٹس سے مس نہیں ہو رہا۔ اسلام کو کوئی خطرہ نہیں عالم اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ حد سے زیادہ جرائم ہو رہے ہیں، حد سے زیادہ رشوت ستانیاں اور کئی قسم کی بدیاں ہیں جو پھیلتی چلی جا رہی ہیں۔ ان سے کوئی عالم اسلام کو خطرہ نظر نہیں آتا اور ان کا دکھ بھی ہمارے ہی سینے پر ہے اس لئے دعاؤں کا معیار بڑھا دیں اور اپنی گردنیں جھکانے کی اور بھی زیادہ کوشش کریں، ماتھے رگڑیں خدا کے حضور اور عرض کریں کہ اے خدا! آج تو اپنوں کا دکھ بھی ہمارا ہے اور غیروں کا دکھ بھی ہمارا ہے اس سے زیادہ بھی مظلوم حالت کسی قوم کی ہو سکتی ہے؟ ہم ان کے لئے بھی تڑپ رہے ہیں جن پر مظالم ہو رہے ہیں اور ان کے لئے بھی بے قرار ہیں جن کو مظالم کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے لاعلمی کے نتیجے میں۔ ہر قسم کا دکھ آج عالم اسلام کا اور عالم انسانیت کا ہمارے سینوں میں اکٹھا ہو گیا ہے اے خدا! صرف تیری خاطر اس کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں، کوئی وجہ نہیں، کوئی لالچ نہیں، کوئی حرص نہیں، صرف تیری رضا چاہتے ہیں اس لئے اب تو رحم فرما اس لئے جو جس کے دل میں جیسی بات آتی ہو اپنے رب کے حضور عرض کرے۔ دعائیں ضروری نہیں ہوا کرتا کہ خاص ترکیب یا خاص الفاظ میں کی جائیں، دعاؤں میں تو جان پڑتی ہے بے تکلف پیار سے، سچائی سے، محبت سے۔ اللہ کے حضور جس طرح آپ عاجزی

اختیار کر سکتے ہیں جس طرح رحم کو کھینچ سکتے ہیں رحم کو کھینچیں کیونکہ جتنا وقت گزرتا جا رہا ہے **میں پھر یقین دلاتا ہوں آپ کو جماعت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس نے لازماً جیتنا ہے دکھوں کے رستوں سے گزر کے جیتنا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن جیتنا بہر حال ہے لیکن ان ظالموں کو خطرہ ہے جو خدا اور خدا کی جماعت سے ٹکر لے بیٹھے ہیں** اس لئے اپنی دعاؤں میں اس بات کا خیال کریں اور وہی بات کہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں کہ

ے اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
آخر کنند دعوائے حُبّ پیغمبرم
(درثمین فارسی صفحہ: ۱۰۷)

کہ اے میرے دل بہت دکھ اٹھائے تو نے قوم سے لیکن اس طرف تو خیال کر یہ بھی تو نگاہ میں رکھ آخر کنند دعوائے حب پیغمبرم۔ آخر میں میرے ہی محبوب حضرت محمد مصطفی ﷺ کی محبت کے یہ بھی تو دعوے دار ہیں۔ تو اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے، حوصلے عطا فرمائے اور وہ دن جلد لائے جب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سب دکھ خوشیوں میں تبدیل کئے جائیں گے، تمام غم راحت واطمینان میں بدل دیئے جائیں گے، تمام فکریں دور کی جائیں گی اور اگر ظالم باز نہ آئے تو ہر ظلم ان پر لوٹایا جائے گا۔ اللہ ہمیں اس دن کے دیکھنے سے محفوظ رکھے اور خدا کرے کہ ایسا ہو کہ ظالم ظلم سے باز آجائیں، ائمۃ الکفر کو عبرت ناک سزائیں ملیں اور عالمِ اسلام ان سزاؤں سے محفوظ رہے۔ (آمین)